ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

ماخذ تحقیقی مجلہ

نذیر احمد

پی ایچ ڈی اردو اسکالر، علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی اسلام آباد

ڈاکٹر ابرار عبدالسلام

پروفیسر ایمرسن یونی ورسٹی ملتان

حنیف نقوی کی تدوینی خدمات

Nazir Ahmad

Scolar Ph.D Urdu, Allama Iqbal Open University, Islamabad.

Dr. Abrar Abdul Salam

Professor Emerson University Multan.

Haneef Naqvi's Editins Services

Hanif Naqvi was a very careful researcher and editor of Urdu Language and Literature. He re-edited ' Maasr-e-Ghalib' edited by Qazi Abdul Wadood. 'Tazkira e Shuray Sahswan' edited by Abu Al-Kamal Hakeem Syed Ejaz Ahmed Moijz and Hayat-Ul-Ulma, edited by Maulana Syed Abdul Baqi with great care and diligent. He has taken great care in these treatments and has added valuable corrections to the works of his predecessors. In view of his work, it can be claimed that he has made new directions in the Urdu compilation tradition. In addition, linguistic and spelling rules and regulations have been fully complied with in ' Maasr-e-Ghalib' , He has made important additions and corrections to Ghalib's habits, Ghalib's life, period of Ghalib and as well as linguistic spelling matters.

Keywords: *Haneef Naqvi ki Tadveni Khidmat, Research Articles.*

"تدوینِ متن" کی اصطلاح لفظ "تدوین" اور "متن" سے مرکب ہے۔ لفظِ تدوین کے لغوی و اصطلاحی معنی، مختلف لغات جیسے "اردو لغت تاریخی اصول پر (جلد پنجم)" "درسی اردو لغت"، "رافع اللّغات"، "جامع فارسی لغات"، "فرہنگ آصفیّہ"، "نور اللّغات" اور "لغاتِ کشوری" میں "جمع و ترتیب و تالیف؛ اور مرتّب کرنے" کے لکھے گئے ہیں ایسے ہی لفظ "متن" کے معنی "کسی کتاب کی اصل عبارت یا پیچ کی عبارت" لکھے گئے ہیں۔

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

تدوینِ متن انگریزی اصطلاح "To edit" کی مترادف کہی جاسکتی ہے۔ یہ ایک ایسی تحقیقی وادبی اصطلاح ہے جس میں کسی کتاب، مخطوطے یا خطّی نسخے کے اجزاے پریشان کو حتّی الوسع کامل صحت کے ساتھ جمع و مرتّب کرنا ہوتا ہے۔ یا بہ الفاظ دیگر کسی دستیاب " متن کی صحت، املا و قواعد زبان، جو اس دور میں رائج تھے، کی روشنی میں منشاے مصنّف کے مطابق وہ متن مرتّب کرنا ہوتا ہے جو مصنّف کی آخری تحریر کے مطابق ہو اور یہ امر بہت محنت اور احتیاط کا متقاضی ہے۔ دراصل "تدوین متن" میں متن کی ان اغلاط کو دور کرنے کی کوشش کی جاتی ہے جو کسی وجّہ سے متعلّقہ تحریر میں راہ پا گئی ہوں۔ ڈاکٹر خلیق انجم کے مطابق:

> "جب ہم متن میں کوئی غلطی دیکھتے ہیں اور اس غلطی کو دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو اس عمل کو متنی تنقید کہا جاتا ہے، دوسرے لفظوں میں متن کی غلطیاں دریافت کرنے اور ان غلطیوں کو درست کرنے کے فن کو متنی تنقید کہا جاتا ہے۔"(۱)

کسی متن کی تدوین کرنا کارِ دشوار ہے اور اس کام میں ذرا سی بے احتیاطی بھی مدوّن کو گم راہ کر سکتی ہے۔ اس لیے اس کارِ دشوار سے عہدہ بر آ ہونے کے لیے ان تھک محنت اور احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔
رشید حسن خاں اس ضمن میں لکھتے ہیں:

> " متن کی تصحیح اور ترتیب کے جو اصول ہیں، جو طریقہ کار ہے اور اس کے جو متعلقات ہیں؛ ان سے ناواقفیت، یا ان کی حقیقی اہمیت کو نہ سمجھنے کی بنا پر، کلاسیکی ادب تو خیر بڑی چیز ہے، اس بیسویں صدی کے اہم شعرا کے کلام کو بھی صحیح طور پر پیش کرنے سے ہم قاصر رہیں گے۔"(۲)

درحقیقت تدوین متن ہر دور کی ایک اہم ضرورت رہی ہے۔ تدوین متن ہی وہ راستہ ہے جو متن کی اصل صورت قارئین کے سامنے لاتا ہے۔ اس کے بغیر تحقیق و تنقید کی ترقی ناممکن ہے۔ تدوین متن دراصل تحقیق کی ایک شاخ ہے اور تحقیق کرتے ہوئے کسی متن کی صحیح صورت سامنے لانا ہی تدوین ہے۔ اس لیے عموماً تحقیق و تدوین کا نام ساتھ ساتھ آتا ہے، لیکن اس کے باوجود بھی تحقیق اور تدوین بعینہٖ ایک چیز نہیں ہیں تاہم مدون جب تک محقق نہ ہو گا وہ تدوین کا عمل بہ اندازِ درست سر انجام نہ دے پائے گا۔

رشید حسن خاں کے مطابق:

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

"تدوین کا مقصد صحیح متن کو پیش کرتا ہے اس سے متعلق ساری ضروری تفصیلات کے ساتھ اس میں انتسابِ کلام اور مصنف کے حالات سے متعلق جو کچھ لکھا جائے گا، وہ تحقیق کے اصولوں اور طریقہ کار کے تحت لکھا جائے گا؛اسی لیے یہ مان لینا چاہیے کہ جو شخص تحقیق کا رمز شناس نہیں، وہ تدوین کا کام بھی صحیح طور پر نہیں کر سکتا۔"(۳)

گویا ایک محقق کے لیے لازم نہیں کہ وہ مدون بھی ہو، البتہ ایک مدون کے لیے نہایت ضروری ہے کہ وہ محقق بھی ہو بہ صورتِ دیگر وہ تدوین کے نازک اور لطیف عمل میں ناکام رہے گا۔ تدوین متن کو سائنس اور فن قرار دیا گیا ہے، گویا کہا جا سکتا ہے کہ تدوین متن ایک فن ہے جس کا اسلوب و طریقہ کار سائنسی اور منطقی ہے۔

دنیا بھر میں مختلف متون کی تدوین کی گئی اور کی جا رہی ہے۔ اس طرح قدیم علم دور جدید کی طرف سفر کرتا ہے اور زمانہ قدیم کی علمی و ادبی روایت اور کاوشیں نسل نو تک پہنچتی ہیں۔ اردو میں تدوین متن کی روایت زیادہ قدیم نہیں ڈاکٹر خلیق انجم کے مطابق:

"متنی تنقید با قاعدہ ایک فن کی حیثیت سے انیسویں صدی کے آغاز میں وجود میں آئی۔"(۴)

اردو میں تدوین متن کی روایت زیادہ قدیم نہیں البتہ صحت مند اور توانا ضرور ہے ، اردو کے اوّلین مدوّنین عربی و فارسی زبان سے گہری شناسائی اور وابستگی رکھتے تھے لہٰذا ان کے ہاں ان زبانوں کی روایت بھی نظر آتی ہے۔

بالخصوص تدوین حدیث کے سنہری اصولوں کو ان محقّقین نے آنکھوں کا سرمہ بنایا اور دوسری طرف ان میں سے اکثر نے مغرب کے تدوینی اصولوں سے بھی روشنی حاصل کی ، مثال کے طور پر حافظ محمود شیرانی جو "مجموعہ نغز" اور "حفظ اللّسان معروف بہ خالق باری" جیسی تصانیف کے مدوّن ہیں اور خود ان کے بقول:

"میں سمجھتا ہوں کہ ہماری زبان ، ایک بڑی حد تک جس میں صرفی امور بھی شامل ہیں، قدرتاً فارسی کا اتباع کر رہی ہے۔" (۵)

ان کے اس بیان سے فارسی کے اردو زبان و ادب پر اثرات کی مسلّمہ اہمیّت و افادیّت واضح ہو جاتی ہے جو نہ صرف لسانی و صوتیاتی بلکہ ادبی و اسلوبیاتی سطح پر بھی اردو کو متاثر کرتی ہے۔ اردو کے معروف محقق اور مدون حافظ محمود شیرانی ایک طرف، دینی اور قرآنی تعلیمات سے فیض یاب تھے (نیز عربی و فارسی ادبیات سے بھی بخوبی واقف تھے)، تو دوسری طرف لوزک کمپنی سے وابستہ ہو کر مغرب کے تحقیقی امور سے بھی منسلک تھے، چوں کہ ان کی

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

ابتدائی تعلیم و تربیت خالص مشرقی ماحول میں ہوئی اسی لیے وہ اپنی قومی و دینی روایت اور مزاج کو اولین اہمیت دیتے تھے جس کی بازگشت ان کی تحریروں میں موجود ہے۔ ان کے لاشعور سے ابھرنے والی اس صدا کا ایک نمونہ بطور مثال یوں ہے:

> " جس قوم نے اپنی طفولیت کے زمانے میں قرآن پاک کی مسجع اور خوش آہنگ آیات بنیات کی تلاوت کی تھی کس طرح ممکن ہے کہ وہ قوم بڑی ہو کر اس خاص طرزِ نگارش میں کوئی دلچسپی نہ لے۔ رنگینی اور رنگیں بیانی مسلمان قوم کی گھٹی میں پڑی ہے۔"(۶)

اس نمونہ تحریر سے جہاں اردو کے ایک اوّلین محقّق و مدوّن (حافظِ محمود شیرانی) کا اسلوب نگارش سامنے آتا ہے وہاں یہ بات بھی کھل کر سامنے آتی ہے کہ وہ اسلامی اور مشرقی علوم سے کس قدر متاثر ہیں اور ان پر قرآن و حدیث کا رنگ کس قدر گہرا ہے۔ یہ ایک روشن حقیقت ہے کہ تدوین متن میں، سب سے اعلیٰ مثال تدوین حدیث کی کہی جاسکتی ہے۔ بلاشبہ تدوین حدیث میں جو حزم و احتیاط برتی گئی ہے وہ دنیا بھر کے مدوّنین کے لیے مشعل راہ کا کام کرتی ہے۔

اردو سے وابستہ اوّلین مدوّنین نے کارِ تدوین میں مشرقی اور مغربی دونوں روایات سے اخذ و استفادہ کیا ہے۔ ان پیش رو مدوّنین نے تحقیق و تدوین کے عمل کی بنیاد ٹھوس دلائل پر رکھی ہے جو بلاشبہ قابلِ تحسین اور قابلِ تقلید بھی ہے، کیوں کہ اردو زبان و ادب کے تدوین کاروں نے اولاً تدوین حدیث سے اور بعدہٗ مغربی علوم سے روشنی مستعار لی اور اس طرح تدوین کے سنہری اصولوں کو استعمال میں لاتے ہوئے اعلیٰ پائے کی تداوین کیں جو نمونے کے طور پر پیش کی جاسکتی ہیں۔ تدوین متن کے مختلف شاہ کار نہ صرف پاک و ہند بلکہ دنیا بھر کے مختلف کتب خانوں میں دیکھے جاسکتے ہیں۔ جس طرح تحقیق کے دبستان ہیں ایسے ہی اگر تدوین کے مختلف دبستان مقرر کیے جائیں تو بہ سہولت تدوین متن کی روایت کا جائزہ لیا جاسکتا ہے یوں تدوین متن کے اعلیٰ پائے کے کاموں کا تفصیلی اور جامع مطالعہ اور ان سے استفادہ کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ ڈاکٹر عظمت رباب نے اپنے پی ایچ ڈی کے مقالے میں تدوین کے مندرجہ ذیل دبستانوں کا ذکر کیا ہے:

> دبستان دکن، دبستان لاہور (اورینٹل کالج، مجلس ترقی ادب، متفرق مدونین)، دبستان کراچی، دبستان پٹنہ، دبستان رام پور، دبستانِ دہلی، دبستانِ لکھنؤ، دبستانِ اعظم گڑھ، دبستانِ علی گڑھ اور دبستانِ بمبئی۔(۷)

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

متذکرہ بالا مدوّنین کی تدوینی خدمات بلاشبہ اردو کی تدوینی روایت میں گراں قدر اہمیّت کی حامل ہیں۔انھیں محقّقین کی فہرست میں ایک بڑانام ڈاکٹر حنیف نقوی بھی ہے جنھوں نے اردو تدوین میں گراں قدر خدمات سرانجام دیں، مگر یہ عمل قابلِ افسوس ہے کہ ان مدوّنین کی فہرست میں حنیف نقوی اور ان کی تداوین مذکور نہیں ہیں، بلکہ اس میں قاضی عبدالودود کی تدوین کردہ ایک اہم کتاب "ماثرِ غالب" بھی شامل نہیں کی گئی، حال آں کہ یہ ان کا ایک اہم تدوینی کام ہے۔

ڈاکٹر حنیف نقوی بحیثیت ایک محقّق اور مدوّن کے اپنی تحقیقی و تدوینی خدمات کے سبب صفِ اوّل کے محقّقین و مدوّنین میں شامل ہیں۔ وہ حافظِ محمود شیرانی، قاضی عبدالودود، مولانا امتیاز علی خاں عرشی اور رشید حسن خاں کے قبیل کے محقّق و مدوّن ہیں، اپنی کتاب "تحقیق و تدوین مسائل اور مباحث" میں انھوں نے ان اربابِ تحقیق کو اردو تحقیق و تدوین کے ارکان اربعہ قرار دیتے ہوئے اس کتاب کا انتساب انھی کے نام کیا ہے۔ تدوینِ متن کے حوالے سے ان کا ایک مخصوص نقطہ نظر ہے۔ جس کے حوالے سے انھوں نے متذکرہ بالا کتاب "تحقیق و تدوین مسائل اور مباحث" قلم بند کی، جس میں تفصیلاً ان تقاضوں کا ذکر کیا ہے جو ایک تدوین کار کے لیے لازم ہیں۔ بلاشبہ ہر عمل سے قبل ایک نظریہ ہوتا ہے، مگر بہت کم محقّقین ہیں جو تدوین سے متعلّق نظری مباحث کو عملی تدوین میں بھی اپنا سکے۔ اردو تدوین کی روایت میں رشید حسن خاں کے بعد حنیف نقوی ہی ایک ایسے مدوّن تھے، جنھوں نے تحقیق و تدوین میں اسی حزم و احتیاط کو ملحوظ خاطر رکھا، جو نظری مباحث میں پیش کی۔ یہ واقعی ایک مشکل امر ہے جیسا کہ ڈاکٹر انصار اللہ نظر لکھتے ہیں:

> "عمل اور بیان میں جو فرق ہو سکتا ہے بالکل وہی تدوین اور تحقیق یا تدوین و تنقید میں ہے۔
> تدوین کے لیے علم کی بصیرت کے ساتھ ساتھ ذہن کی شائستگی یا مزاج کا اعتدال اور طبیعت
> کا استقلال، شرط لازم ہے۔" (۸)

حنیف نقوی کے تحقیقی و تدوینی سرمائے کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی ذات میں متذکرہ بالا خوبیاں بہ درجہ اتم موجود تھیں۔ وہ اس امر کے قائل تھے کہ محقّق کے ذہن میں شک کا مادّہ وافر مقدار میں موجود ہونا چاہیے اور محقّق و مدوّن کو نہ تو عجلت پسند ہونا چاہیے نہ ہی سہل پسند۔ ان کے نزدیک جو لوگ تقلیدی ذہن رکھتے ہیں اور کورانہ تقلید کو اپناتے ہیں وہ کوئی عمدہ تحقیقی یا تدوینی کام سرانجام نہیں دے سکتے۔ وہ اس امر کے سخت مخالف تھے کہ کسی ثقہ یا بزرگ عالم کی کسی بات کو محض اس لیے مان لیا جائے کہ بزرگوں کا قول ہے وہ "خطاے بزرگاں

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN (Online): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

گر فتن خطاست" کے سخت خلاف تھے، ایسے ہی وہ تحقیق کو منفی اور مثبت خانوں میں بانٹنے کے بھی قائل نہ تھے۔ ان کے نزدیک تحقیق محض تحقیق اور حقائق کی بازیافت ہے۔ یہ بہ ذات خود نہ تو مثبت ہے نہ ہی منفی۔ وہ مسلّمات کو حقائق اور شواہد کی کسوٹی پر پرکھنے کے قائل تھے۔ انھوں نے کسی شخص کے اپنے متعلّق بیان کیے گئے حالات و واقعات کو بھی تحقیق کی بھٹی میں ڈال کر پرکھنے پر اصرار کیا، کیوں کہ بعض اوقات بوجہ سہو یا دیدہ و دانستہ کوئی شخص خود سے منسوب واقعات سے متعلّق غلط بیانی کرتا ہے۔ اس ضمن میں انھوں نے ناسخ کی اصلاح زبان کی تحریک ،غالب کی تاریخ پیدائش (غالب کے اپنے بیانات کی روشنی میں)، مزید براں مرزا حاتم علی بیگ مہر، رجب علی بیگ سرور اور کرشن چندر کے مولد کی حقیقت کا بھانڈا پھوڑا ہے۔ (۹)

جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ تدوینِ متن کے سلسلے میں بہت محتاط محقّق واقع ہوئے تھے اسی وجہ سے ان کی نظر وہاں تک پہنچی جہاں تک بادی النّظر میں رسائی ممکن نہیں۔ تدوینِ متن میں وہ بنیادی نسخے کے انتخاب کے سلسلے میں بہت احتیاط پسند تھے۔ وہ منشاے مصنّف سے انحراف کو تدوینِ متن کے سلسلے میں سمِ قاتل گردانتے تھے۔ اس ضمن میں ان کا موَقف ہے کہ:

> "عبارت میں ہر جملے کا اور جملے میں ہر لفظ کا اپنا ایک مقام ہوتا ہے، چنانچہ کسی جملے کا اپنی جگہ سے ہٹ جانے یا کسی لفظ کے اپنی نشست بدل لینے سے اس عبارت کے مفہوم میں جو تبدیلی واقع ہوتی ہے وہ بعض صورتوں میں منشاے مصنف سے مطابقت کی شرط کو پامال کرتی ہوئی اس سے انحراف یا اختلاف کی حد تک پہنچ جاتی ہے۔ (۱۱)

اسی احتیاط کی وجّہ سے انھوں نے تدوینِ متن میں جو کارہاے نمایاں سر انجام دیے وہ تدوینِ متن کی روایت میں ایک منفرد اور اعلیٰ مقام کے حامل ہیں۔ انھوں نے تحقیق و تدوین کی روایت میں نہ صرف ایک بلند اور قابل ذکر مقام حاصل کیا بلکہ تحقیق و تدوین کی روایت کو کامیابی سے آگے بڑھایا۔ انھوں نے اس کارِ تحقیق میں بے پناہ محنت اور لگن سے کام لیا۔ ان کے تدوینی کام بہ مقدار کچھ زیادہ نہیں لیکن بہ معیار ان کا کام بہت عمیق، وقیع اور ارفع و اعلیٰ ہے۔

انھوں نے "مآثرِ غالب"، "تذکرہ شعراے سہسوان" مؤلّفہ ابو الکمال حکیم سیّد اعجاز احمد معجز اور "حیات العلما"، مؤلّفہ مولانا سیّد عبد الباقی سہسوانی کی تدوین کی ہے، جب کہ "دیوان ناسخ عکسی ایڈیشن" اور "مرزا غالب کے

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

پنج آہنگ کا خطی نسخہ" ان کی اہم دریافتیں ہیں۔ ایسے ہی "انتخابِ کلامِ رجب علی بیگ سرور" اور "انتخابِ کربل کتھا" حنیف نقوی کے انتخابات اور ترتیب و تدوین کے کاموں میں شامل ہیں۔

"مآثر غالب"، غالب کی کم یاب نظم و نثر کا مجموعہ ہے جس کی تدوین قاضی عبدالودود نے کی اور بار اوّل ۱۹۴۹ء میں شائع ہوئی۔ حنیف نقوی نے اس کی تدوینِ نو کی جس میں فارسی ترجمہ از پرتو روہیلہ بھی شامل ہے۔

قاضی عبدالودود جن کا نام دنیاے تحقیق و تدوین میں، ان کی محنت و کاوش اور راست گوئی و بیباکی کے سبب احترام سے لیا جاتا ہے، تحقیق و تدوین کے سلسلے میں کیے گئے عجلت، رواروی اور بے پروائی کے کاموں کی سخت گرفت کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

> "ہندوستان و پاکستان میں اردو کی قدیم کتابوں کے جو متن شائع ہوئے ہیں وہ باستثناے بعض حد درجہ نااطمینان بخش ہیں مرتب یا تو صحت کی پرواہی نہیں کرتے اور کرتے ہیں تو علم و بصیرت کی کمی کی وجہ سے کامیاب نہیں ہوتے۔"(۱۱)

یہاں یہ امر تعجب خیز ہے کہ "مآثرِ غالب" کی تدوین میں قاضی عبدالودود سے کئی مقامات پر ایسی ہی خطا سرزد ہوئی ہے جس کے خلاف وہ ساری زندگی اعلانِ جنگ کرتے نظر آتے ہیں اور مدوّن کی جس بے پروائی کی وہ گرفت کرتے رہے، وہ ان کے ہاں بھی نظر آتی ہے۔ کہا جا سکتا ہے کہ باوجود احتیاط کے بھی قاضی عبدالودود کی اس تدوینی کاوش میں بعض لغزشیں، باقی ہیں، جن کی حنیف نقوی نے نہ صرف بہ استدلال نفی کی ہے بلکہ اصل مآخذ سے انھوں نے اس تردید کا ثبوت بھی پیش کیا ہے۔ انھوں نے بعض مقامات پر ان لغزشوں کی نشاندہی بھی کی ہے جو بادی النّظر میں عام سی ہیں۔ حنیف نقوی کا مطمعِ نظر یہ ہے کہ تدوین کار کو "ہر سخن وقتے و ہر نکتہ مکانے دارد" کا خیال رکھنا چاہیے اور اسی مقولے پر عمل کرتے ہوئے انھوں نے "مآثرِ غالب" کی تدوین نو کی ہے۔ قاضی عبدالودود سے "مآثرِ غالب" کی تدوین میں جہاں فروگذاشت ہوئی، حنیف نقوی نے اس کی جو تصحیح کی اور جس کتاب کا حوالہ دیا ان میں سے چند مثالوں کا تقابلی جائزہ لیتے ہوئے بہ طور نمونہ یہاں پیش کیا جاتا ہے:

عبارتِ مآثرِ غالب	اضافہ / تصحیح حنیف نقوی
ا۔ سیاحت اختیار کی	ا۔ اختیار کرکے (طبع اوّل)
۲۔ ایک شخص ہے معظم و مکرم	۲۔ معزز (قاطع برہان و رسائل متعلقہ)
۳۔ "منشی سعادت علی نہ نثر سے واقف ـــ"	۳۔ طبع اوّل میں "نہ" ندارد

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

حنیف نقوی نے تمام ماٰخذ تک رسائی حاصل کرتے ہوئے ایک لفظ سے لے کر جملے تک کی تصحیح یا اضافہ کرتے ہوئے "ہر سخن وقتے و ہر نکتہ مکانے دارد" کی عملی تفسیر پیش کی ہے۔مثال کے طور پر غالؔب اور ان کے معروف شاگرد شیفتہؔ میں کچھ سوال و جواب کا سلسلہ ہے کہ کون سا لفظ کس طرح درست ہو گا قاضی عبدالودود نے مثال نقل کی ہے "پیدائی وزیبائی کو ہمزہ کے ساتھ صحیح اور پیدایش وزیبایش" کو غلط لکھا ہے۔"(مآثر غالب ص ۳۱)

حنیف نقوی نے طبع اوّل کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا ہے کہ پیدائی اور زیبائی کو ہمزہ کے ساتھ اور پیدایش و زیبایش کو یے کے ساتھ لکھا گیا ہے جب کہ "رسائل" میں یہ چاروں لفظ "یے" کے ساتھ لکھے گئے ہیں۔لہٰذا ان کے نزدیک ان سبھی لفظوں کو رائج تلفظ یعنی "ہمزہ" کے ساتھ لکھنا درست ہو گا۔(مآثر غالب، ص ۱۳۷)

مآثر غالب میں قاضی عبدالودود نے غالب کی املا کا حوالہ دیتے ہوئے کہیں "رزیڈنٹ" تو کہیں "رزیڈنڈ" لکھا ہے، جب کہ حنیف نقوی اس اہم امر کی طرف توجّہ مبذول کراتے ہیں کہ غالؔب اپنی تحریروں میں ہمیشہ "رزیدنڈ" لکھتے تھے۔(ص:۱۳۴)

ایسے ہی قاضی عبدالودود نے "باد آفراہِ ایں" (ص:۱۸) لکھا ہے حنیف نقوی طبع اوّل کا حوالہ دیتے ہوئے وضاحت کرتے ہیں کہ "باد آفرہ"، یہ لفظ "باد آفراہ" اور "باد فراہ" دونوں طرح مستعمل ہے۔غالؔب نے عام طور پر "باد آفراہ" لکھا ہے۔اگر ایں تغافل بہ بادِ آفراہ ہجرے دیگر است، نخف گناہ مرا خاطر نشانِ من کرد (کلیات نثر غالؔب، مطبوعہ جنوری ۱۸۷۱ء، ص ۱۴۳)

قاضی عبدالودود نے "تیغ تیز" کا سال تصنیف ۱۸۶۸ء لکھا ہے۔(ص:۶۷)، جب کہ حنیف نقوی کی تحقیق کے مطابق یہ کتاب مارچ ۱۸۶۷ء میں زیر تسوید تھی (مکتوب بنام ذکا، مؤرخہ ۱۴و۱۸ مارچ ۱۸۶۷ء) مطبوعہ اکمل المطابع دہلی ۱۲۸۴ھ کے اوائل میں چھپی ہو گی دوسری بار ۱۹۶۷ء میں "قاطع برہان و رسائلِ متعلقہ" اور "مجموعہ نثر غالب" کے تحت پٹنہ اور لاہور سے بیک وقت شائع ہوئی۔ص:۱۵۵

بعض مقامات پر حنیف نقوی نے خفیف ترین سہو وخطا کی نشان دہی بھی کی ہے مثال کے طور پر قاضی عبدالودود "لطائفِ غیبی" کی تحقیق میں ایک مقام پر لکھتے ہیں۔" لطائف کا قلمی نسخہ، جو میرے پاس ہے جناب سید وزیر الحسن عابدی کا عطیّہ ہے اور مطبوعہ نسخوں کی نقل ہے۔"ص:۱۵۴

حنیف نقوی نے اس امر پر زور دیا ہے کہ "مآثر غالب" کی اشاعت تک "لطائف غیبی" کا صرف ایک اڈیشن شائع ہوا تھا۔اس لیے نسخوں لکھنا احتیاط کے خلاف ہے، نسخہ ہونا چاہیے تھا۔

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

حنیف نقوی نے قاضی عبد الودود کی اس غلط فہمی کا ازالہ بھی کیا ہے کہ "تیغ" کے جواب میں "شمشیر تیز تر" غالب کی وفات کے بعد چھپی انھوں نے سرورق ہے یہ شہادت پیش کی ہے کہ یہ کتاب غالب کے حین حیات میں ہی ۱۸۶۸ء میں مولوی غلام نبی خاں کے مطبع نبوی، کلکتہ سے شائع ہوئی۔ متن کے بعض الفاظ کی قرات قاضی عبد الودود درست انداز میں نہ کر سکے یا لفظ کے معنوں پر غور کیے بغیر ان کو نقل کر دیا ہے۔ ایک مقام پر لکھتے ہیں: " بقولِ غالب دریچہ، (بہ یاے معروف کو دریچہ بہ یائے مفتوح) باندھا ہے۔ ص: ۸۲

اس ضمن میں حنیف نقوی نے پہلے طغرا کے زیر بحث شعر کو نقل کیا ہے جو یوں ہے:

روز و شب دریچہ مشرق و مغرب باز است
ورنہ از تنگی ایں خانہ نفس میگیرد

پھر وضاحت کی ہے کہ غالب نے جسے دریچہ بہ یاے مفتوح سمجھا ہے وہ در اصل بہ یاے تازی، درب بمعنی دروازہ کی تصغیر ہے۔ "ص: ۱۶۴

یہاں معلوم ہوتا ہے کہ حنیف نقوی تدوین میں اس امر سے بخوبی آگاہ ہیں کہ کون سا لفظ کن معنوں میں آیا ہے اور ہر لفظ کی تفہیم کرنے کے بعد اس کی درست صورت سامنے لائے اور خواہ کسی بڑے شاعر یا محقق نے ہی کوئی مثال نقل کی ہو آنکھیں بند کر کے درست تسلیم نہیں کرتے اور نہ ہی " خطاے بزرگاں گرفتن خطاست " کے قائل ہیں۔

بعض مقامات ایسے بھی ہیں جہاں حنیف نقوی قاضی عبد الودود سے نہ پوری طرح متّفق ہے اور نہ ہی ان کے پاس اختلاف کے لیے کافی شواہد ہیں، ایسے مقامات پر بھی انھوں نے اپنے مؤقف کی وضاحت کر دی ہے۔ مثال کے طور پر ایک جگہ ایک اشتہار کے حوالے سے قاضی عبد الودود لکھتے ہیں " اشتہار غالب کی طرز میں ہے اور قریب بہ یقین ہے کہ انھیں کا لکھا ہوا ہے۔ "ص: ۹۳

اس کے جواب میں حنیف نقوی کا نقطہ نظر یوں ہے:

"کسی شخص کا معمولاً شعر نہ کہنا یا شاعر کی حیثیت سے کہیں ذکر نہ آنا ہرگز اس بات کی دلیل نہیں بن سکتا کہ وہ شاعر نہیں تھا، لیکن اس امر کے پیش نظر کہ کسی خاص ضرورت یا مصلحت کے تحت کسی شاگرد کے نام سے نثر یا نظم میں کچھ لکھ کر چھپوا دینا نہ صرف غالب

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

کے، بلکہ اس دور کے عام اہلِ علم کے معمولات میں داخل تھا، قاضی صاحب کے اس قیاس سے پورے شرحِ صدر کے ساتھ اختلاف بھی نہیں کیا جاسکتا۔"ص:۱۷۰

حنیف نقوی نے بعض مقامات پر قاضی عبدالودود کی فراہم کردہ معلومات پر اضافے بھی کیے ہیں اور ان کے تشنہ تکمیل پہلوؤں کو مکمّل بھی کیا ہے، مثال کے طور پر قاضی عبدالودود نے امیر حسن خاں بسمل کا سن وفات ۱۲۶۳ھ لکھنے پر اکتفا کیا ہے، جبکہ حنیف نے اس ضمن میں لکھا ہے:

"بسمل کی تاریخ وفات ۲۷ رمضان ۱۲۶۳ھ، (۸ ستمبر ۱۸۴۷ء) ہے انتقال کلکتہ میں ہوا تھا وہیں چوبیس پرگنہ کے کسی قبرستان میں دفن ہیں۔(بحوالہ تذکرہ مشاہیر کاکوروی ص:۱۵۵)"مزید براں انھوں نے بسمل کے والد عاشق علی خاں کاکوروی کے کوائف لکھتے ہوئے ان کا تعارف بھی کرایا ہے۔ (ص:۸۱)

وہ تدوینِ متن میں املائی امور کے حوالے سے بھی بہت محتاط اور اس امر کے قائل تھے کہ شاعر یا ادیب اپنے نام کا جس طرح املا کرتا ہے، اسی املا کو اپنایا جائے۔اس سلسلے میں "طپاں" اور "طپش" جن کو قاضی عبدالودود نے بالترّتیب "تپاں" اور "تپش" لکھا ہے کی گرفت کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"تپاں اور ان کے استاد (طپش) اپنا تخلص ط سے لکھتے تھے۔اس صورتِ واقعہ کے باوجود اس کتاب میں ہر جگہ ان کا تخلص ت سے لکھا گیا ہے۔چوں کہ قاضی صاحب کا شعوری فیصلہ تھا، اس لیے ہم نے بھی اسے علیٰ حالہٖ برقرار رکھا ہے۔لیکن اصولی طور پر یہ طریقِ کار درست نہیں۔"ص:۱۸۲

ایسے ہی بعض مقامات پر قاضی عبدالودود نے قدرے بے پروائی کا مظاہرہ کیا ہے مثال کے طور پر متفرقات میں انھوں نے تپاں کے نام غالؔب کے ۲۶ خطوط کا ذکر کیا ہے لیکن حنیف نقوی نے شواہد کے ساتھ اس بیان کی تردید کی اور ثابت کیا ہے کہ متفرقات میں تپاں کے نام غالؔب کے صرف ۶ خطوط ہیں۔اس ضمن میں انھوں نے متفرقاتِ غالؔب کا حوالہ بھی دیا ہے۔

ایسے ہی بعض خطوط جن کا زمانہ تحریر قاضی عبدالودود دریافت نہ کر سکے، کی تاریخ تحریر حنیف نقوی نے تحقیق کرتے ہوئے متعیّن کرنے کی کوشش کی یا کم از کم یہ ضرور دریافت کیا کہ کون سا خط مکتوب الیہ کے کس خط سے پہلے اور کس کے بعد لکھا گیا ہے جس سے اُس کی تاریخ تحریر معلوم کرنے میں سہولت ہو جاتی ہے۔

ڈاکٹر حنیف نقوی کے "مآثرِ غالب" پر حواشی معیار و مقدار کے حوالے سے قابل قدر ہیں ان کے یہ حواشی ایک لفظ اور اس کے معنوں کی اصلاح سے لے کر مختلف واقعات کی صحت اور تاریخی ترتیب و تہذیب کی تحقیق تک پھیلے ہوئے ہیں۔

مآثرِ غالب میں ڈاکٹر حنیف نقوی نے ۱۹۳ حواشی لکھے ہیں اور اس کے بعد قاضی عبدالودود کے حواشی پر (حواشی بر حواشی) لکھے ہیں جن کی تعداد ۲۶۸ ہے یوں حواشی کی کل تعداد ۴۶۱ ہے، جو ان کی گہری تحقیقی بصیرت کا مظہر ہیں۔ ان حواشی کے سبب "مآثرِ غالب" زیادہ جامع، وقیع اور معلومات افزا ہو گئی ہے اور اس سے استفادے کا دائرہ بھی وسیع تر ہو گیا ہے۔

اس وقیع علمی و ادبی اور تحقیقی و تدوینی کام کے علاوہ ملازمت سے فراغت پانے کے بعد انھوں نے "تذکرہ شعراے سہسوان" مؤلفہ ابوالکمال حکیم سیّد اعجاز احمد معجز اور "حیات العلما" مؤلفہ سیّد عبدالباقی سہسوانی کی تدوین کی ہے۔

تدوینِ "مآثرِ غالب" کی طرح یہاں بھی انھوں نے اسی حزم واحتیاط کو مدِّ نظر رکھا ہے جو ان کی طبیعت کا خاصا ہے۔ "تذکرہ شعراے سہسوان" اور "حیات العلما" کی ترتیب و تدوین جہاں ان کی اپنے وطن سے گہری محبّت کی مظہر ہے، وہاں تدوین کاروں کے لیے ایک عملی نمونہ بھی ہے۔ انھوں نے ان دونوں کتابوں میں شعرا و ادبا اور علما و فضلا کے متحقّق حالات تحریر کیے ہیں۔ "شعراے سہسوان" کے پہلے حصّے میں انھوں نے مولّف کا تحریر کیا گیا تذکرہ نقل کیا ہے، حصّہ دوم میں اس پر حواشی لکھے ہیں جب کہ حصّہ سوم حنیف نقوی کی تالیف ہے اور اس حصّے میں انھوں نے مشاہیر سخن کے حالات مفصّل تحریر کیے ہیں، جن میں تحقیقی پہلو بہت نمایاں ہے۔ مثال کے طور پر "تذکرہ شعراے سہسوان" میں مولّف نے منشی محمّد عبدالعزیز صدّیقی اعجاز کے متعلّق بہت مختصر معلومات دی ہے اور "عمر تقریباً ۶۷ سال سنہ ۱۳۱۷ھ میں وفات" کا ذکر کیا ہے اور ان کی پیدائش سے متعلّق بھی واضح نہیں لکھا ص:۲۲، جب کہ حنیف نقوی نے اس پر حاشیہ لکھا ہے کہ اعجاز کا تاریخی نام "آغا میر" ہے جس سے ۱۲۵۲ھ (۱۸۳۷-۳۸) بر آمد ہوتا ہے اور ان کے والد کا نام اصلح اللہ تھا۔ لکھنو میں معزّز عہدے پر فائز رہے۔ مزید ان کی وفات کا محض سنہ لکھنے پر اکتفا نہیں کیا، بلکہ لکھا ہے کہ وہ ۱۳۱۷ھ مطابق ۱۳ ستمبر سنہ ۱۸۶۹ء کو فوت ہوئے ص:۶۲۔ ایک اور شاعر افسوںؔ کے حالات مولّف محض چند سطروں میں تحریر کیے ہیں یعنی محض ان کے کمالاتِ علمی کا ذکر کیا ہے، حالات کی تفصیل نہیں ہے ص:۲۵ اس کے بر عکس حنیف نقوی نے ان کا تاریخی نام "میاں نظر احمد"

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

اور ولادت ماہِ ذی قعدہ سنہ ۱۳۰۴ھ (جولائی، اگست۱۸۸۷ء) لکھی ہے۔ نیز انھوں نے "تذکرہ شعرائے بدایوں" کے مولّف کی اس غلطی کی نشاندہی بھی کی ہے کہ انھوں نے غلط طور پر افسوںؔ کی وفات کی تاریخ ۳۰ ستمبر ۱۹۶۰ء بمقام لکھنو لکھی ہے، جس سے شاعر مذکور الذّکر کے حالات زیادہ جامع ہو جاتے ہیں۔ مولّف " تذکرہ شعرائے سہسوان" نے شائقؔ اور شمیمؔ کے محض نام لکھنے پر اکتفا کیا ہے۔ (ص ۳۹)

جب کہ حنیف نقوی نے شائقؔ کے متعلّق لکھا ہے کہ ان کا نام سیّد انیس احمد اور ولدیّت صدّیق احمد تھی۔ وہ مولوی سیّد لئیق احمد کے سب چھوٹے بھائی تھے۔ ان کے مختصر حالات زندگی لکھنے کے بعد ان کی وفات ۱۹۶۲ء یا ۱۹۶۳ء میں واقع ہونا لکھی ہے نیز ان کا نمونہ کلام بھی نقل کیا ہے، جب کہ شمیمؔ کے متعلق یہ تفصیلی معلومات دی ہے کہ سیّد قدرت علی بن سیّد انتظام علی، خاں بہادر میر مودود بخش کے نواسے اور میر عالم علی مائلؔ شاگردِ غالبؔ کے حقیقی بھانجے تھے۔ عالم شباب میں چہار شنبہ ۹ ذیقعدہ ۱۳۰۸ھ بمطابق ۱۷ جون ۱۸۹۱ء کو سہسوان میں وفات پائی۔ انھوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ شمیمؔ اپنے دور کے نامور شعرا میں سے تھے اور منشی فاخر حسین فاخرؔ نے شمیمؔ کو تسلیمؔ، صباؔ اور اعجازؔ کے ساتھ سہسوان کے چار ممتاز شعرا میں شامل کیا ہے اور اس ضمن میں درج ذیل شعر نقل کیا ہے:

تسلیمؔ، صباؔ، شمیمؔ، اعجازؔ
یہ تھے فنِ شاعری میں ممتاز

ایسے ہی حنیف نے نمونہ کلام بھی نقل کیا ہے یہاں ایک شعر بطور نمونہ دیا جاتا ہے:

اے جنوں! مجھے لے جائے گا اب اور کہاں
شہر اُن کا نظر آتا ہے، بیاباں، اُن کا (ص: ۷۴، ۷۳)

الغرض مولّف نے کل اکسٹھ (۶۱) شعرا کے حالات قلم بند کیے ہیں جن مین سے دو کا محض نام لکھنے پر اکتفا ہے جب کہ حنیف نقوی نے ۶۱ میں ۵۶ پر مفصّل حواشی لکھے ہیں جن شعرا کے متعلّق انھوں نے حواشی نہیں لکھے وہ مندرجہ ذیل ہیں:

سیّد العلی اعجاز، مولانا سّد عبدالباقی باقی، کافور خاں، مولوی احمد حسن مشربی انصاری اور مولیٰ داد خان (افضال بھٹی) اس کے علاوہ بقیہ شعرا پر ان کے حواشی بہت مفید معلومات پر مبنی اور قابلِ داد تحقیق کے حامل

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN (Online): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

ہیں، نیز حصّہ سوم میں انھوں نے اٹھاسی (۸۸) شعرا کے حالات قلم بند کیے ہیں اور ان کے حالات متحقّق لکھے ہیں جس سے اس کتاب کی نئی اور جامع صورت سامنے آئی ہے۔

"حیات العلما" مؤلفہ مولانا سیّد عبد الباقی سہسوانی میں انھوں نے ۸۴ ادبا و فضلا کے حالات سے بحث کی ہے۔ جب کہ ضمیمے میں پندرہ فضلا کے حالات اس کے علاوہ لکھے ہیں۔ اس کتاب میں انھوں نے دو طرح سے حواشی لکھے ہیں اوّل پاورق میں دوم تذکرے کے آخر میں پاورق میں انھوں نے مختصراً معلومات دی ہے۔ بعض اوقات محض حوالہ دینے پر اکتفا کیا ہے ان حواشی کی کُل تعداد ۶۹ ہے۔ جب کہ آخر میں مفصّل حواشی کے علاوہ، ضمیمے میں پندرہ علما و فضلا کے حالات تفصیلاً قلم بند کیے یہاں چند مثالوں سے ان حواشی کی علمی اہمیّت اور تحقیقی افادیّت کا نمونہ پیش کیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر " تاریخی و جغرافیائی حالاتِ سہسوان" سہسوان میں واقع ایک مسجد کے صحن میں موجود ایک پتھر کے وجود کا ذکر ہے (ص ۵)، حنیف نقوی اس پتھر کے متعلّق معلومات باہم پہنچاتے ہیں کہ یہ پتھر ٹوٹ کر دو حصّوں میں تقسیم ہو گیا ہے اور اب بڑے اہتمام کے ساتھ مسجد کی مشرقی دیوار میں دروازے کی دائیں جانب نصب کر دیا گیا ہے (ص ۱۴۱)، نیز مؤلف نے اس دور میں مسجد کے دروازے کی تعمیر نا تمام لکھی ہے (ص ۶)۔ جب کہ حنیف نقوی نے مولوی سیّد التفات الرّحمٰن عبرت مرحوم متوفّٰی ۲۱ نومبر ۱۹۶۴ء کی سعی و کاوش سے اس مسجد کی تکمیل کا سنہ ۶۷-۱۳۶۶ھ (۴۸-۱۹۴۷ء) لکھا ہے نیز اس پر مفصّل نوٹ لکھتے ہوئے وہ قطعہ تاریخ بھی نقل کی ا ہے جو اس مسجد کی تکمیل کے موق پر مولانا سیّد اعجاز احمد معجزؔ نے موزوں کیا۔ (ص:۱۴۱)

بعض مقامات پر جہاں مؤلف نے کسی واقعے سے متعلّق محض سنہ لکھنے پر اکتفا کیا ہے وہاں حنیف نقوی نے تاریخ بھی درج کی ہے مثلاً مولانا سیّد عبد الباقی نے لکھا ہے "— بعدہٗ سنہ ۱۸۳۸ء میں دفتر ضلع بدایوں کو منتقل ہوا۔ " (ص ۸)، حنیف نقوی نے لکھا ہے: " دفتر ضلع سنہ ۱۸۳۸ء میں مئی کے مہینے میں بدایوں منتقل ہوا۔ " (ص ۱۴۴) یہاں جو تفصیل حنیف نقوی نے بیان کی ہے وہ واضح ہے۔ ایسے ہی ایک اور مثال حضرت مولانا سیّد صدرا لدّین محمّد حاکم المقلب بہ شاہ ولایت بندگی کی وفات بہ عمر چھیانونے برس سنہ ۱۰۳۳ھ ماہ جمادی الاخریٰ ہونا قرار دی ہے (ص ۱۴)۔ جب کہ حنیف نقوی نے "نخبتہ التوارخ" کے حوالے سے لکھا ہے کہ ان کی تاریخ وفات ۱۰۳۶ھ ہے۔ نیز مولوی خلیل احمد عاقلؔ سہسوانی نے ان کی تاریخ رحلت ششم جمادی الثانی بتائی ہے اور مادہ تاریخ" شرفِ جنّت" لکھا ہے جس سے ۱۰۳۳ھ بر آمد ہوتا ہے۔ (ص:۱۴۴)

یہ ایک دو مثالیں ان کے طریقہ تحقیق کی مثال میں پیش کی گئی ہیں ان کی کتاب کے مکمّل مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر سطر میں اسی طرح کی بیش قیمت معلومات ملتی ہیں جس کا تفصیلی و تقابلی جائزہ لینا یہاں ممکن نہیں ہے۔

یوں ان کی یہ تداوین اردو ادب کے علماو مشاہیر کی گراں قدر خدمات سے اور ان کے مفصّل و متحقّق حالات سے آگاہ کرتی ہیں اور تدوین کا بہت عمدہ نمونہ پیش کرتی ہیں۔

ان کی دریافتوں میں "دیوانِ ناسخ (عکسی ایڈیشن)" اور "مرزا غالب کے پنج آہنگ کا قدیم ترین خطی نسخہ عکسی ایڈیشن" شامل ہیں۔

اگر بہ نظرِ غائر دیکھا جائے تو انھوں نے "مآثرِ غالب"، "تذکرہ شعراے سہسوان" اور "حیات العلما" کی تدوین کی ہے۔ مآثر غالب کی تدوین نو کرتے ہوے اہم اضافے اور تصحیحات کی ہیں۔ ایسے ہی "دیوان ناسخ" اور "پنج آہنگ" کے قلمی نسخے اس حوالے سے بہت اہمیّت کے حامل ہیں کہ انھوں نے مختلف متون سے ان کا تقابلی جائزہ لیتے ہوئے اختلافِ متن کی نشان دہی کی ہے مزید بر آں ان پر مفصل مقدّمے بھی لکھے ہیں۔

اس کے علاوہ "انتخابِ کربل کَتھا" اور "انتخابِ کلامِ رجب علی بیگ سرور" انتخاب و ترتیب کے حوالے سے ان کے مثالی کام ہیں۔ ان تدوینی کاموں میں انھوں نے جس حزم و احتیاط اور محنت شاقّہ سے کام لیا ہے وہ یقیناً قابلِ ستائش ہے، جو اردو تحقیق کی طرح اردو کی تدوینی روایت میں بھی ان کا نام زندہ رکھنے کا باعث ثابت ہو گا۔ ادب کی تدوینی روایت میں جو مثال انھوں نے قائم کی ہے وہ قابلِ تقلید ہے اور یہ ایک روشن حقیقت ہے کہ اردو کی تحقیق و تدوین کی روایت میں ان کے گراں قدر تحقیقی و تدوینی کارنامے نظر انداز نہیں کیے جاسکتے۔ ان کی تحقیقی و تدوینی خدمات کا تجزیاتی مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے یہ کارہاے نمایاں مستقبل کے محقّقین کے لیے مشعل راہ کا کام کریں گے۔

حوالہ جات

۱۔ خلیق انجم: متنی تنقید، انجمن ترقی اردو پاکستان، ۲۰۰۶ء، ص:۱۸
۲۔ رشید حسن خاں: تدوین—— تحقیق روایت، اے ایس پرنٹرز نئی دہلی ۱۹۹۹ء، ص:۸
۳۔ ایضاً، ص:۱۷۹
۴۔ متنی تنقید ص:۲۳

۵۔ مظہر محمود شیرانی(مرتّبہ):مقالاتِ حافظِ محمود شیرانی،جلد اوّل،طبعِ دوم، مجلسِ ترقّیِ ادب لاہور، ۱۹۸۷ء، ص:۳۲۶

۶۔ ایضاً،ص:۳۱۹

۷۔ عظمت رباب ڈاکٹر:اردو تدوین متن کی روایت،سنگ میل پبلی کیشنز لاہور ۲۰۱۷ء:ص ۴ تا ۷

۸۔ تدوین کے اصول و مدارج از انصار اللہ نظر،ڈاکٹر مشمولہ: تحقیق شناسی،ڈاکٹر رفاقت علی شاہد(مرتّبہ)، مکتبہ تعمیر انسانیت،لاہور ۲۰۱۰ء،ص:۱۸۵

۹۔ حنیف نقوی پروفیسر، تحقیق و تدوین مسائل اور مباحث،بیکن بکس لاہور،۲۰۱۲ء،ص:۸۹

۱۰۔ ایضاً،ص:ایضاً

۱۱۔ صحتِ متن از قاضی عبدالودود،مشمولہ:تدوین متن کے مسائل،مطبوعہ خدابخش سیمینار،دسمبر ۱۹۸۱ء، ص:۴